سلسلہ مطبوعات انجمن مؤید العلوم دار التالیف مدرسۃ الواعظین کا سولھوان نمبر ۱۶

الاعجاز

معجزہ کی حقیقت کا انکشاف اور اعتراضات کا رد

قلم جناب مولانا سید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم اعلی اللہ مقامہ

(جسکو)

ب مولوی سید مسعود حسن صاحب فاضل ملا آنریری سکریٹری انجمن نے

الواعظ پریس میں چھپوا کر مدرسۃ الواعظین سے شایع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی محمد و الہ الطاہرین

قال اللہ تعالیٰ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا الایتہ - پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے عبد (بندے) کو ایک شب مین مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد ہم نے برکت دی تھی۔ تاکہ اوسے اپنی نشانیون مین سے کچھ چیزین دکھائین۔

اہل اسلام کے خیال کے بموجب اس آیت مین نبی اسلام علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا ایک معجزہ مذکور ہی جسے یہ لوگ معراج سے تعبیر کرتے ہین ۔ لیکن قبل اسکے کہ معراج سے بحث کیجائے ۔ اصل معجزہ پر تھوڑی گفتگو کرنی مناسب معلوم ہوتی ہی ۔

معجزہ در اصل نام ہی ثبوت مالیس بمعتاد و نفی ما ہو معتاد مع خرق العادۃ مع مطابقۃ الدعویٰ یعنی جو چیز کے خلاف عادت ہے اوسے ثابت کرنا یا جو شے مطابق عادت ہی اوسے نفی کرنا بشرطیکہ اوسے عرف عام مین بھی خارق عادت کہین اور دعوی معجزنما کے مطابق ہو ۔

مثلاً عادت فطریہ نباتات کی اس امر پر جاری ہی کہ اوس سے آم نہ پیدا ہو اور کوئی شخص دعوی نبوت کیساتھ یہ دعوی کرے کہ مین اسے گرا کر سکتا ہون اور پھر اوسے اپنے دعوی کے مطابق گرا کردے ۔ یا یہ کہ آفتاب کا مشرق سے نکلنا معتاد ہی ۔ اور کوئی شخص دعویٰ نبوت یا امامت کیساتھ اوسکے اس عادت کے خلاف مغرب سے طلوع کرانے کا دعویٰ کرے اور پھر ویسا ہی واقع بھی ہو اسی کو معجزہ کہتے ہین ۔

لیکن معجزہ کیلئے یہ ضروری ہی کہ محال عقلی نہو یعنی جس نے کے

وجود یا نفی پر دلیل عقلی قائم ہو چکی ہے اور اسکے خلاف معجزہ نہین ہو سکتا
وجود و عدم زید آن واحد مین بحیثیت واحدہ۔ یا احداث شریک باری تعالیٰ۔

لیکن وہ چیزین جو محال عقلی نہین ہین بلکہ صرف محال عادی ہین
اور پروردگار عالم اوسکے نفی و اثبات پر قادر ہو اوس مین تبدیلی واقع
ہونی محال نہین ہو۔ معجزہ اسی قسم مین داخل ہو۔

بعض لوگون کا خیال ہو کہ معجزہ از بسکہ قانون قدرت کے خلاف
ہو لہذا اوسکا وقوع ناممکن ہو اسی بنا پر سید احمد خان صاحب آنجہانی اور
دیگر اتباع اونکے معجزہ کو ناممکن بتاتے تھے اور ہین لیکن یہ دہوکا ہو
اسلئے کہ قانون قدرت نام ہو اوس قاعدہ مرتبہ کا جسے پروردگار عالم نے
کسی شے کیلئے اوسکی بقا کے واسطے مقرر کیا ہو۔ اور اپنی قدرت و قوت ربانی
سے اوسے جاری فرمایا ہو۔ اور ظاہر ہو کہ جو شے خدا کی پیدا کی ہوئی ہو وہ
ممکن ہو۔ اور جب ممکن ہو تو اوسکا عدم بھی ممکن ہوگا۔ پس جسطرح خداے تعالیٰ
کی قدرت اوسکے وجود سے متعلق ہو سکتی ہو اوسی طرح اوسکے عدم سے بھی
متعلق ہوسکیگی۔ ہرگز ایسا نہین ہو کہ ایک وقت مین تو پروردگار عالم
اوسکے موجود کرنے اور حیز عدم سے احاطہ وجود مین لانے پر قادر تھا او

دوسرے وقت مین وہ بالکل مجبور ہوگیا۔ اگر ایسا کہا جائیگا تو در اصل قدرت تامہ الٰہیہ سے انکار لازم آئیگا جو عین کفر و الحاد ہے۔ اور جبکہ پروردگار عالم اوسکے ابقا و افنا دونون پر قادر ہے تو برخلاف امکان انسانی کسی شے معدوم کو موجود کر دینا یا موجود کو معدوم کر دینا۔ معجزہ کہا جائیگا بشرطیکہ دعوی نبوت یا امامت کیساتھ واقع ہو۔

مین یہ ضرور تسلیم کرتا ہون کہ قانون قدرت کوئی تماشا نہین ہے اور نہ بچون کا کھیل ہے جسے روزانہ تبدیل کیا جائے کیونکہ ایسا کرنے مین متعدد عقلی خرابیان لازم آتی ہین۔ لیکن ایسا بھی نہین ہے کہ بدل نہ سکتا ہو۔ بدلتا رہنا۔ اور بدل سکنا مین بہت بڑا فرق ہے۔ اور اسی امکان پر معجزہ کی بنا ہے۔

یا مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہین کہ بکریون اور بھیڑون کے سر مین دونون کنارون پر سینگھ نکلتے ہین۔ اور بحسب بیان ریڈ صاحب بھی اسکا نیچر ہے لیکن تاریخ اور مشاہدہ دونون بتاتے ہین کہ بعض بکریان ایسی بھی دیکھی گئین جن کے بیچ سر مین صرف ایک شاخ تھی جسپر ایک منجم نے کہا کہ دو جنگجو قومون مین صلح ہو جائیگی۔ اور حکیم ایکسفورس نے کہا کہ چونکہ اس کے سر مین

اتنا بیجا نہیں ہے جو پورے سر کو محیط ہو کر دو سینگھ بنانے کی قابلیت رکھتا ہو اسلئے صرف ایک ہی سینگھ اسکے پیدا ہوا۔

بہرحال یہ سبب ہو یا وہ مخالفت قانون عادی کی ضرور ہو گئی۔

ہر حیوان کا خاصہ ہے کہ جب اوسے اگر دو تین ٹکڑون مین تقسیم کر دیا جائے تو پھر وہ زندہ نہیں ہو سکتا لیکن تجربہ اور مشاہدہ نے بتایا ہے کہ پیدرا ایک پرندہ ہے جو تین ٹکڑے کر دینے پر تین سپدرے بنجاتا ہے اور جب ایسا ممکن ہے اور مشاہدہ بھی اسکا مؤید ہے۔ تو کیونکر اوس نتیجہ تسلیمی سے انکار کیا جا سکتا ہے جسکا بیان قرآن مجید نے کیا ہے۔ اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی۔ الآیتہ۔

ہان صرف یہ فرق ہے کہ چونکہ یہ فعل ایک نبی خدا کے ہاتھ پر واقع ہوتا ہوا بتایا جاتا ہے اسلئے قلوب منکرین اوسے تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ اور وہ اپنا مشاہدہ ہے اسلئے اوسکا اقرار ہے۔ مگر مین کہتا ہون کہ جب دونون کی صورتین ایک ہی ہین تو کیا وجہ کہ ایک سے انکار کیا جائے اور دوسرے اقرار کا یا دونون سے انکار لازم ہے یا دونون کا اقرار واجب

۴ یا مثلاً یہ بات تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ دودھ ہمیشہ کسی حیوان کے جسم کے اندر خون کا فضل سے بنتا ہے اور وہ بھی خاص خاص مقام پر اور خاص خاص وقت میں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ حیوان زندہ ہو۔ دوسری یہ کہ اُس سے بچہ پیدا ہوا ہو۔ تیسرے یہ کہ اوسکے جسم میں مقدار بقائے حیات سے زیادہ خون موجود ہو۔ چوتھے وہ آلہ موجود ہو جس میں خون پہونچکر دودھ بنتا ہے اور اگر یہ چاروں شرطیں موجود نہوں تو تجربہ کے پاس کوئی آلہ ایسا نہیں جس سے دودھ پیدا کر سکے۔ لیکن یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ شجرۃ الحلیب اور اُس درخت نے جو برازیل میں دیکھا گیا ہے۔ اس خیال کو غلط کر دیا کہ صرف حیوان مادہ ہی سے دودھ پیدا ہو سکتا ہے۔ بلکہ اب معلوم ہوا کہ شاخ درخت سے بھی ویسا ہی عمدہ اور لطیف دودھ پیدا ہوتا ہے جیسا گائے بھینس وغیرہ کے تھن سے جس پر اہل برازیل کی غذا کا مدار اور حیات کی بقا ہے۔

یا مثلاً یہ بھی تجربہ کی بنا پر بخوبی ثابت کی گئی تھی۔ کہ تمام غلات میں صرف گیہوں ایک ایسی چیز ہے جسمیں (۵۰) جزو پرورش کنندہ غذا ہے۔ اسی وجہ سے تمام حبوب پر اسکو فوقیت دی گئی ہے۔ لیکن اب بعض جزائر

اسفنیک مین ایسا درخت ملا ہی جس کے پتے مین بعد کیمسٹری کے ثابت ہوا
کہ وہی (۹۵۰) جز پرورش کنندہ غذائی موجود ہین۔ اور ذائقہ بھی ہو
جو گیہون کی روٹیون کا ہوتا ہی۔ ان پتون سے آٹھ مہینے تک ہر سال لوگ
اکتفا کر سکتے ہین بلکہ اکثر اون کی بسر اوقات ان ہی پتون پر ہی۔

اسیطرح ہزارون مثالین ایسی ملینگی جن سے ثابت ہوگا بلکہ ثابت
ہوتا جاتا ہی کہ خدا تعالی کسی قانون کا پابند نہین ہی۔ اور نہ اسکی قدرت
محدود ہی جس وقت جو چاہے کر سکتا ہی اور جس شکل سے چاہی موجود
کر سکتا ہی۔ لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون۔

ہان یہ ضروری ہی کہ وہ بغیر ضرورت اپنے بنائے ہوے
قانون کو نہین توڑتا جسکے کئی وجوہ ہین۔ ایک یہ کہ اگر ایسا کیا کرے تو
نظام عالم درہم برہم ہو جائے حالانکہ اسے اس نظام کو باقی رکھنا
ایک مدت تک اس سے اپنے مخلوق کو فائدہ پہونچانا مقصود ہی۔

دوسرے یہ کہ اگر بغیر ضرورت ایسا کیا کرے تو اسکے قول و فعل پر کسی کو
اعتماد نہ رہیگا۔ حالانکہ وہ چاہتا ہی کہ بندونکو میرے قول و فعل پر
پورا اعتبار ہو۔

تیسرے یہ کہ ان قوانین کے جاری کرنے سے مخلوق کو عبرت دلانا اور اپنے محکم صنائع پر مطلع کر کے اپنی قدرت کا اثبات اور اپنی صنعت کا اعلان مقصود ہی۔ اگر روزانہ قوانین قدرت بدلا کریں تو انسانون کو اوسنے عبرت حاصل کرنیکا موقع نہ ملیگا اور غرض خلقت نوت ہو جائیگی۔ لہذا لازم ہی کہ بلا ضرورت کوئی قانون نہ ٹوٹ جائے۔

لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ اپنے قانون مین کسی قسم کی تبدیلی نہین کر سکتا یا یہ کہ ضرورت پر بھی نہین بدلتا۔

اگر کوئی پوچھے کہ وہ ضرورت کیا ہی؟ تو ہم کہین گے کہ وہ دو قسم کی ضرورتین ہین۔ ایک اظہار قدرت اور اثبات اس امر کا کہ جس نے اسے بنایا ہے وہی بگاڑ بھی سکتا ہے۔ مثلاً زمین کا نیچرِ یہ ہی کہ وہ ساکن رہی۔ ورنہ اس پر آباد ہونیوالون کے لئے سخت دشواریان پیش آئین۔ سونا بیٹھنا چلنا پھرنا۔ حرث و ریاست وغیرہ تمام امور مین سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن سال مین ایک دو مرتبہ اس مین وہ حرکت بھی پیدا کر دیتا ہے جس کے دو سبب ہین۔ اول یہ کہ اپنے وعدہ قیامت کا اثبات کرے اور بتائے کہ ہمنے جو فرمایا ہی یوم تمور السماء مورا تسیر الجبال سیرا۔

یہ کوئی خیالی بات نہیں ہے بلکہ واقعی ہے دیکھو ہم تسخیر جبال پر اسطرح قادر ہیں ۔ آج ہم اس پوری زمین کو متحرک کر کے تمھیں بتائے دیتے ہیں کہ جس طرح اس بڑے کرہ کو ہم ہلا سکتے ہیں اوسی طرح ایک چھوٹے سے جسم کو جو اسپر ہے متحرک کر سکتے ہیں ہماری قدرت کیلئے کوئی روک نہیں ہے

دوسرے اظہار اس امر کا کہ ہم زمین کو ساکن پیدا کرنے کے بعد بالکل بے بس نہیں ہو گئے ہیں مجبور نہ سمجھنا بلکہ سکون ارض بھی ہمارا ہی فعل ہے اور تحریک ارض بھی ہمارا ہی فعل ہے ۔ ہم چاہیں اسے ساکن رکھیں اور چاہیں متحرک کر دیں ۔

تیسرے اون لوگون کو جو خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں اکثر تنبہ جو نکا دینا مقصود ہے اور بتا دینا ہے کہ ذرا اوٹھ بیٹھو آنکھیں کھولو اس حالت کا کوئی اعتبار نہیں ہم چاہیں تو دم کے دم میں اس زمین کو منقلب کر دیں اور تمھیں تہ خاک کر کے معدوم کر دیں پس آنکھیں کھول کر ذرا اپنے وجود کی غرض کو تھوڑی سی دیر پورا کر لو کہیں ایسا نہو کہ اسی طرح اچانک تمپر حکم خدا جاری ہو جائے اور پھر تم سے کچھ بن نہ پڑے ۔

بعض لوگون کا خیال ہے کہ سحر اور معجزہ ایک ہی شے ہے ۔ حالانکہ یہ

بہت بڑی غلطی ہی۔ سحر اور معجزہ دونون علٰحدہ چیزین ہین۔ جن مین متعدد فرق پائے جاتے ہین۔

(۱) یہ کہ معجزہ آسمان و زمین دونون سے متعلق ہوسکتا ہی۔ جیسے جذع نخل کی حنین۔ یا سنگریزون کا دست رسول اللہ مین تسبیح کرنا۔ یا اشجار کا سلام کرنا۔ جناب موسیٰ سے شجر طور کا ہمکلام ہونا۔ یا عصای موسوی کا اژدہا ہو جانا۔ اور جیسے قمر کا شق ہو جانا۔ ستارہ کا ٹوٹنا۔ آسمان سی خون تازہ برسنا۔ آسمان کی طرف صعود کر جانا وغیرہ۔ لیکن سحر صرف زمین کی چیزون سے متعلق ہوسکتا ہی۔

(۲) سحر اگرچہ بظاہر خلاف عادت اور خرق عادت معلوم ہوتا ہی لیکن عموماً وہ خارق عادت نہین بلکہ اوس پیشہ والے انسان اوسے عموماً کرسکتے ہین بخلاف معجزہ کے کہ اسکا اظہار امکان انسانی سے باہر ہوا کرتا ہی۔

(۳) یہ کہ معجزہ کیلئے دریا کی حیلولت مانع نہین جس طرح دریا سے اس طرف کی چیزون سے معجزہ متعلق ہوسکتا ہی اوسی طرح دریا سے اوسطرف کی چیزون سے بھی متعلق ہوسکتا ہی۔ بخلاف سحر کے کہ دریا سے باہر اسکا اثر باقی نہین رہتا

(۴) یہ کہ معجزہ کے لئے تحدی ضروری ہی۔ یعنی دعوی نبوت کیساتھ

خارق عادت کا اظہار کیا جائے لیکن سحر دعوی نبوت کیساتھ ہرگز اپنا اثر دکھا نہین سکتا۔

(۵) یہ کہ اعجاز تعلیم و تعلم انسانی کا محتاج نہین۔ بلکہ ایک امی اور نا تعلیم یافتہ مکتب دنیا بھی بقدرت ربانیہ اسکے اظہار پر قادر ہوتا ہی لیکن سحر کیواسطے تعلیم و تعلم لازمی ہی۔

(۶) یہ کہ معجزہ کسی ریاضت مشق کا محتاج نہین۔ مگر سحر کے واسطے خاصی مشق کی ضرورت ہی

(۷) یہ کہ معجزہ کا صدور سن صبی مین ہو سکتا ہی جس طرح جناب عیسیٰ کا گہوارہ مین کلام کرنا جناب امام حسن علیہ السلام کا دو برس کے سن مین کلام فصیح فرمانا۔ وغیرہ وغیرہ جسکی مثالین تاریخون مین بکثرت موجود ہین مگر سحر کا صدور صبی سے ہرگز نہین ہو سکتا۔

(۸) یہ کہ معجزنا عموماً مومن کامل اور عادل و ثقہ ہوتا ہی بخلاف سحر کے کہ اسکا عامل جہانتک معلوم ہو سکا ہی اور علم انسانی اوسے احاطہ کر سکتا ہی عموماً اہل فسق و ملاہی مین سے ہوتا ہی۔

(۹) یہ کہ معجزہ ابد الآباد تک بھی باقی رہ سکتا ہی جیسے قرآن مجید کے

وقت نزول سے اس وقت تک موجود ہی اور حسب وعدہ قرآنیہ تا قیامت
باقی رہیگا صاحب معجزہ زندہ رہی یا نہ رہی۔ لیکن ساحر کا سحر اوسی وقت تک باقی
رہتا ہی جبتک ساحر سامنے موجود ہی۔ اور معزوہ ہٹا اور اثر اوسکا باطل ہوا
(۱۰) یہ کہ ساحر کا سحر دوسرے ساحر کے سحر سے باطل بھی ہو سکتا ہی مگر
نبی کا معجزہ کسی انسان کے باطل کیے سے باطل نہین ہو سکتا اسلئے کہ اوسکا
ظہور بقوت ربانیہ ہوا ہی نہ بقوت انسانیہ۔

بالجملہ اور بھی فرق ہین لیکن اسوقت اسیقدر پر اکتفا کیجاتی ہی۔ باقی رہا
اس امر کا ثبوت کہ معجزہ باوجود خلاف تجربہ ہونیکے ظہور پذیر ہو سکتا ہی۔ اس
امر کے سمجھنے کیواسطے صرف اتنا ہی بیان کافی ہوگا کہ دو حال سے خالی
نہین یا یہ مانا جاے کہ عالم اور اشیاء عالم کا صانع کوئی نہین ہی۔ صرف حرکات
مادہ سے چیزین از خود پیدا ہو گئی ہین۔ یا یہ کہ کوئی انکا بنانیوالا ہی۔

اگر یہ کہیے کہ عالم کی اشیا از خود بحرکت مادہ پیدا ہو گئی ہین تو لازم ہی
کہ پہلے ہم سے اور آپ سے وجود خالق عالم مین ہی بحث ہولے۔ اسکی تنقیح کے
بعد جو راے قائم ہو سکے کیجاے۔

اور اگر نیچری صاحب وجود خالق کو مان لیا ہی اور تسلیم کرتا ہی کہ عالم مین جو کچھ

بھی ہر کسی صناع حکیم قادر علی الاطلاق کی صنعت کے آثار ہین ۔ تو اون کو
یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ قدرت خدائے تعالی محدود نہین ہی ۔ اور اسکو ہر وقت انقلاب
اشیا کا اختیار باقی ہی ۔ اور جب ایسا ہی تو قانون قدرت کا بدلنا کیون دشوار ہوگا
قانون قدرت کے بیان مین تین قسم کے خیالات ہین ۔ مسٹر سید صاحب
کی رائے یہ ہی کہ قانون اون خواص و افعال کو کہتے ہین جو کسی شے مین ہمکو تجربہ
کے بعد معلوم ہو سکے ہین ۔ مثلاً برف کی سردی ۔ آگ کی گرمی ۔ پارے کا
حرارت سے اڑجانا ۔ مقناطیس کا لوہے کو جذب کرنا ۔ کاہربا کا گھانس کو اپنی
طرف کشش کرنا وغیرہ وغیرہ ۔ اور یہ قانون چونکہ اون اشیا کا ذاتی اثر ہی
لہذا بدل نہین سکتا ۔

(۲) خیال یہ ہی کہ خالق ضرور موجود ہی مگر اوسنے انتظام عالم کیلئے کچھ
قوانین مقرر کئے ہین جنکے بدلنے پر اوسے قدرت نہین ۔

(۳) خیال یہ ہی کہ وہ قادر تو ہی کہ بدل دے مگر اوسنے اپنے تئین اون
قوانین کا پابند کر لیا ہی لہذا اب اون مین تبدیلی نہین ہو سکتی ۔

مین کہتا ہون کہ تینون خیال غلط ہین ۔ پہلا خیال تو اسلئے غلط ہے
کہ اوس سے انکار وجود پروردگار عالم لازم آتا ہی ۔ اور ہم نے بدلائل ظاہرہ

ثابت کرلیا ہر کہ اس عالم کا کوئی نہ کوئی صانع ضرور ہر۔ ۲۔ دوسرا خیال اسلئے
باطل ہر کہ وہ نفی قدرت عامہ پروردگار عالم کرتا ہی۔ گویا در پردہ وہ کہتا ہی
کہ خدا تعالیٰ نے فاعل موجب ہی۔ اب اوسے بعد پیدا کرنے اشیاء کے اونکے
تبدیلی پر قدرت ہی نہ رہی۔ حالانکہ یہ بھی غلط ہی جیسا کہ محمد ہارون زنگی پوری
نے اپنی کتاب توحید القرآن اور توحید الائمہ مین باحسن وجوہ ثابت کر دیا ہی
کہ خدا تعالیٰ فاعل موجب نہین ہو سکتا۔ تیسرا خیال (۳) وجہ سے باطل
ہر کہ مشاہدات اسکے برخلاف ہین۔ جہانتک ہمنے دیکھا خدا تعالیٰ کو کسی
قانون قدرت کا پابند نہ پایا۔ اور نہ کسی لااف نیچر کی تبدیلی مین کوئی دشواری
نظر آئی۔ بلکہ ہمنے بمشاہدہ عینیہ پایا ہر کہ جس طرح ایک قانون کا اجرا باسانی
دنیا مین ہو رہا ہر اوسیطرح اوسکے خلاف کا ظہور نہایت آسانی کے ساتھ
ہو رہا ہے۔

مثلاً ہم جانتے ہین کہ آگ کا نیچر ہے جلا دینا اوس شے کو جو اوس سے قریب
ہو۔ مگر ہم نے خود اپنی آنکھون سے ایک شخص کو مشاہدہ کیا کہ اوسنے دہکتے ہوے
انگارے بہت سے مونھ مین رکھ لئے اور جب مونھ سے نکالے تو وہ کوئلے تھے
اسی طرح چند مرتبہ کثیر آدمیون کے مجمع مین اوسنے انگارے مونھ مین رکھکر

سرد کردئے ۔

اگر یہ کہا جائے کہ اوسنے کوئی دوا منھ مین رکھکر انگارے کو سرد کر دیا ہوگا تو ہم کہین گے . بہرحال آگ کا نیچر تو بدل گیا اور اوسنے اپنے خاصہ طبعیہ کو چھوڑ دیا . یہی ہمارا مقصود تھا بس کیا مستبعد ہے کہ جب ایک وقت مین آگ کا نیچر اسیطرح بدل گیا اور دوسرے وقت مین بھی محض حکم خدا سے بدل گیا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کیلئے قرآن مجید بیان کرتا ہے ۔ قلنا یا نار کونی برداً و سلاما علی ابراھیم ۔

اسیطرح ایک قانون قدرت یہ ہے کہ انسان یا کوئی حیوان جب مرجائے اور اوسکی روح مفارقت کر جائے تو پھر زندہ نہو جس کے بہت سے عقلی اسباب ہین لیکن ایسا نہین کہ اس قانون کو توڑ بھی نہ سکے ۔ چند مرتبہ اسے توڑ کر بتا دیا ہے کہ ہم اسپر قادر ہین ۔

ایک مرتبہ عزیز نبی کو ایک سو برس تک مردہ رکھکر دوبارہ زندہ کیا اور نیز اونکے گدھے کو جیسا کہ قرآن مین فرماتا ہے ۔ او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا قال انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما

او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک

لم یتسنہ وانظر الی حمارک ولنجعلک آیۃ للناس وانظر الی

العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ قال اعلم

ان اللہ علی کل شئی قدیر۔

اور ایک مرتبہ سیکڑوں آدمیوں کو ایک ہی مرتبہ زندہ کرکے بتا دیا

کہ ہماری قدرت محدود نہیں ہے اور نہ ہم کسی قانون کی زنجیروں میں ایسے

جکڑے بندھے ہیں کہ اس سے کسیطرح خلاصی نہ پا سکیں۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا

ہے۔ الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت

فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم۔

پھر ایک مرتبہ جناب خلیل کے ہاتھوں پھر چند مردوں کو زندہ کرکے اپنی

قدرت کا اظہار اور اپنی عدم تقید کا اعلان فرمایا جیسا کہ فرمایا ہے۔ اذ قال

ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال او لم تومن قال بلی ولکن

لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل

علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ

علی کل شئی قدیر۔

اور پھر چونکہ یہ مرحلہ بہت اہم تھا اور منکرین قیامت و بعث و حشر و نشر کی تنبیہ نہایت ضروری تھی اسلئے بار بار احیا کیا گیا ہے۔ چنانچہ بعد حضرت ابراہیم کے جناب موسیٰ کے ہاتھ پر اور بعد جناب موسیٰ کے حضرت مسیح کے ہاتھوں پر احیاء موتیٰ کرکے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا ہے جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے قصہ میں فرمایا ہے۔ یبرء الاکمہ والابرص ویحیی الموتیٰ۔ وہ کور مادرزاد اور مبروص کو تندرست کردیتے اور مردوں کو جلا دیتے تھے۔

یہاں پر انصاف طلب ایک بات ہے وہ یہ کہ ایک رسول تو بحکم خدا و قدرت بانیہ اس امر پر قادر نہیں ہوسکتا کہ ہزار فرسخ کی بات اپنے کان سے سن لے۔ اور دو ہزار فرسخ کے حالات آن واحد میں معلوم کرلے۔ ایک چوب درخت سے آواز پیدا کردے ایک جماد محض کو متکلم کرسکے۔ چند دقیقوں میں طے الارض کرلے۔ کیونکہ یہ تمام امور قانون قدرت (لاز آف نیچر) کے خلاف ہیں۔ مگر علمائے یورپ منٹوں میں سیکڑوں میل کی آواز بھی سن لیں۔ ہزاروں میل کے حالات بھی معلوم کرلیں۔ سیکڑوں کوس کا طے الارض بھی کرلیں۔ فونوگراف

باجے کو مثل آدمیوں کے متکلم بھی بنا سکیں۔ چند لکڑیوں اور تیلیوں کی ترکیب سے جو چاہیں آواز بھی پیدا کر دیں کیا یہی انصاف و عقل ہے۔

بہر حال ہمیں لاز آف نیچر کے وجود سے بالکل انکار نہیں۔ مگر اوسکے ساتھ دلائل عقلیہ اس بات پر بھی دال ہیں کہ قانون قدرت کا بدل جانا ہرگز محال نہیں ہے۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ فاعل موجب نہیں ہے جس کے آیندہ اختیارات مسلوب ہوں بلکہ وہ ہر وقت تغیر و تبدیل پر قادر ہے۔ اسی تغیر و تبدیل کا نام جبکہ دعوی نبوت سے مقرون ہو ہمارے نزدیک معجزہ ہے۔ جو ہرگز محال عقلی نہیں بلکہ محال عادی ہے۔ جس پر خدا تعالے کو ہر وقت قدرت حاصل ہے۔

ایک بات اور بھی اکثر اوقات ہمارے مخالفین مذہب کہا کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ قرآن میں خدا تعالیٰ نے اظہار معجزہ سے انکار کیا ہے اور یہ کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام کا کوئی معجزہ قرآن میں درج نہیں۔ انکی خدمت میں باادب گذارش ہے کہ آپنے قرآن مجید کو بچشم حقیقت ملاحظہ ہی نہیں فرمایا ورنہ آپکو معلوم ہوتا کہ ہرگز اسمیں انکار اظہار معجزہ کا نہیں ہے بلکہ متعدد معجزات آنحضرت کے اسمیں مذکور ہیں۔

اول تو آنحضرت کا مسلم معجزہ خود قرآن مجید ہی ہے جو آواز بلند

تیرہ سو برس سے پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا

علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ علے ہذا۔ قل

لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن

لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ وغیرہ

وغیرہ آیات۔

(دوم) معجزہ شق القمر جو شہر معجزات سے آپکے ہے وہ قرآن

مین مذکور ہی۔ فرماتا ہی خدا تعالیٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر

قریب آگئی قیامت اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

(سیوم معجزہ) نزول ملائکہ بوقت جنگ بدر اذ تقول للمومنین

الن یکفیکم ان یمد کم ربکم بثلثۃ آلاف من الملئکۃ

منزلین۔ ظاہر ہی کہ امداد انسانی کیواسطے جنگ کے موقع پر فرشتون کا

نزول امکان عادی کے خلاف ہے۔ حالانکہ واقع ہوا لہذا بالضرور

یہ بھی معجزہ ہی۔

(چہارم) خود حضرت کے وجود کا معجزہ جسکی طرف عموما

التفات نہین کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ کی ذات مقدس
کو معجزہ فرماتا ہے اور کہتا ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا
منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۔ اس سے بڑا کیا معجزہ
ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی جو دنیا مین کسی سے تعلیم نہ حاصل کرے اور نہ کسی
مدرسہ مین بیٹھکر کوئی کتاب پڑھے ۔ اور نہ کسی حکیم سے صحبت حاصل ہو
بایں ہمہ وہ تلاوت آیات خدا کر سکے ۔ وہ اخلاق انسانی کی اصلاح
کرے وہ گندہ لوگون کو پاک کرے ۔ وہ کتاب کی تعلیم اس حسن سے کرے
جسکی نظیر سابق و لاحق مین کہین نہین ملتی ۔ وہ لوگون کو ایسی حکمت سکھائے
جس کی مثل نہ ارسطو سے ظاہر ہو سکی نہ افلاطون سے نہ فیثاغورس سے
ہو سکی نہ بقراط سے ۔ کیا یہ بات قانون قدرت کے خلاف نہین کہ بن پڑھا
ایسا حکیم ہو ۔ بداخلاقون مین پیدا ہو کر نشو و نما پانے والا ایسا خوش
خلق ہو کہ خود دعویٰ کرے ۔ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق اور
پھر اس دعوے کو ثابت کرکے بھی دکھا دے ۔ جاہلون مین پیدا ہو
اور پھر کتاب کی قرارت و تلاوت ایسی کرے جو کسی تعلیم یافتہ سے

بھی ممکن نہ ہو۔

(پنجشم) حضرت کا معجزہ اخبار بالغیب جو اعظم معجزات سے ہر کثیر مقام پر قرآن مجید مین مذکور ہے۔ مثلاً الم۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین۔ چنانچہ اسکا ظہور بھی حسب اخبار واقع ہوا اور آجتک دنیا کو معلوم ہے۔ اور مثلاً اذا اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبات بہ واظھرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نبأھا بہ قالت من انبأک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر۔

اور مثلاً حضرت کا اپنی نسل کے کثیر مقدار مین پھیلنے کا خبر دینا اور اوس کا مطابق واقع ہونا جیسا کہ فرمایا ہے۔

انا اعطیناک الکوثر

اور مثلاً اخبار عدم ایمان ابی لہب جسکو سورہ تبت یدا ابی لھب مین بیان کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جن کا شمار اسوقت دشوار ہے۔

بالجملہ معجزہ ہرگز محال عقلی نہین ہے۔ بلکہ محال عادی ہے

اور ایسے محال پر اگر انسان قادر نہیں ہو سکتا تو خدائے تعالے ضرور قادر ہے۔ اور ہم معجزہ کو خدائی فعل سمجھتے ہین نہ انسانی فعل لہذا اوسکے وقوع مین کوئی استحالہ نہیں۔

البتہ بہت سے لوگ جو محال عقلی اور محال عادی کا فرق نہیں جانتے وہ کہہ بیٹھتے ہین کہ معجزہ کا صدور محال ہے۔

لیکن اُنھین سمجھنا چاہیئے کہ محال عقلی وہی ہے جس کے عدم امکان پر کوئی دلیل عقلی قائم ہو چکی مثلاً ایک ہی شے واجب الوجود بھی ہو اور ممکن الوجود بھی ہو۔ یا مثلاً ایک ہی شے درخت بھی ہو اور انسان بھی ہو۔ ایک ہی شخص ایک ہی وقت مین لکھنؤ مین ہو اور بنارس مین ہو۔ لیکن معجزہ اس قسم کی چیزون سے متعلق نہین ہوتا۔ بلکہ صرف اون چیزون سے اوسکا تعلق ہوتا ہے جو انسان کی طاقت سے بالاتر اور خدا کی طاقت و قدرت کے اندر ہے اور اپنی ذات کے لحاظ سے ممکن خاص ہے۔ ان ہی معجزات مین کسی انسان کا آسمان پر چلا جانا بھی داخل ہے جو ہرگز محال عقلی نہین۔ اسلئے کہ ہم خود ان ہی انسانون کو دیکھتے ہین کہ مریخ و عطارد تک پہونچنے کی تدبیرین کر رہے ہین اور اسکو بذریعہ آلات

ممکن سمجھ رہے ہیں ۔ اور جب ایک انسان سے ایسا واقع ہونا ممکن ہے تو خدا سے ایسا واقع ہونا کیونکر ناممکن ہو سکتا ہے ۔ اگر ایک معمولی انسان زمین کے ذریعے سے کئی سو میل اوپر جا سکتا ہے تو ایک رسول بالضرور براق کے ذریعے سے اوس سے بلند جانے پر قادر ہے

وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ